کتاب البیوع

احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی کے احکام

پروفیسر محفوظ احمد، سانگلہ ہل

اسلام تجارت کو معاشی نظام کا اہم جزو قرار دیتا ہے اسی لئے اسلام نے اپنے معاشی نظام میں بہت سی تجارتی سہولتیں اور جائز آسانیاں پیدا کی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان تمام بدعنوانیوں (مثلاً اتلاف مال، تجیس اشیاء، اور اجارہ داری) کا سدباب بھی کیا ہے جو درحقیقت اسلام کے معاشی نظام کے مقصد اور نصب العین کو تباہ و برباد کرنے کا باعث بنتی ہیں اور تجارت کے نام سے عوام میں بدحالی اور خواص میں سرمایہ داری کو فروغ دیتی ہیں انہی بدعنوانیوں میں ایک بدعنوانی احتکار ہے۔

زیر نظر مضمون میں احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، احتکار کے متعلق شرعی احکام اور احتکار کے سدباب کے لئے شرعی اقدامات کا ذکر جناب پروفیسر محفوظ احمد صاحب نے بڑی عمدگی سے کیا ہے۔ (مجلسِ ادارت)

لغوی مفہوم:

لفظ احتکار عربی لغت میں ح۔ک۔ر۔ سے مشتق ہے، ابن منظور (م ۷۱۱ھ) نے احتکار کا معنی "ادخار الطعام للتربص" (۱) تحریر کیا ہے یعنی غلے کا مہنگا ہونے کے انتظار میں ذخیرہ کرنا ابن سیدہ کے نزدیک احتکار کا معنی یہ ہے۔ "الاحتکار جمع الطعام مما یؤکل و احتساب انتظار وقت الغلاء به" (۲) یعنی اشیاء خوردنی کا اس لئے ذخیرہ کرنا تاکہ ان کی قیمتیں بڑھ جائیں۔ علامہ زبیدی (م ۱۲۰۶ھ) نے احتکار کا لغوی معنی یہ بیان کیا ہے۔ "احتبس انتظاراً للغلاء به" (۳) اشیاء کو گراں بیچنے کے لئے روک رکھنا احتکار کہلاتا ہے۔

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، بذیل مادہ "حکر" دار صادر بیروت، ۱۳۰۰ھ ج ۴، ص ۲۰۸۔

۲۔ ایضاً۔

۳۔ زبیدی، تاج العروس، بذیل مادہ "حکر" المطبعۃ الخیریہ، مصر، ۱۳۰۶ھ، ج ۳، ص ۱۵۴۔

ان تمام معانی کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء لغت کے نزدیک احتکار غلہ مہنگے داموں فروخت کرنے کے لئے ذخیرہ کرنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم:

علماء اسلام نے احتکار کی مختلف اصطلاحی تعریفیں کی ہیں۔

امام مجدالدین ابن الاثیر (م ۶۰۶ھ) نے احتکار کی اصطلاحی تعریف یہ بیان کی ہے۔

"احتكر طعاما ای اشتراه و جسه ليقل فيغلوا" (۱)

اشیاء خوردنی کا ذخیرہ کرنا یعنی ان کو خرید کر اپنے پاس رکھ لینا تا کہ ان کی قلت ہو اور ان کی قیمتیں بڑھ جائیں۔

ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) نے مرقاۃ المفاتیح میں احتکار کی یہ تعریف کی ہے۔

"الاحتكار هو حبس الطعام حين احتاج الناس به حتىٰ يغلوا." (۲)

لوگ جب اشیاء خوردنی کے محتاج ہوں اس وقت ان اشیاء کی فروخت روک دینا تا کہ ان کی قیمتوں میں گرانی ہو جائے احتکار کہلاتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نے احتکار کے اصطلاحی مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے۔

"احتکار...... در شرع عبارت است از حبس اقوات بانتظار گرانی بایں طریق کہ بخرد در وقت گرانی و نگاہدارد تا گرانی ترازاں شود۔" (۳)

یعنی شریعت میں کسی شخص کا اشیاء خوردنی کی فروخت کو اس نیت سے روک دینا تا کہ اسے زیادہ مہنگے داموں فروخت کرے احتکار کہلاتا ہے۔

جدید مفکر مصطفیٰ محمد عمارہ نے احتکار کی اصطلاحی تعریف یہ تحریر کی ہے۔

"حفظ عنده حتى تزاد قبمته و منع الناس من الانتفاع به" (۴)

۱۔ ابن الاثیر، النہایہ فی غریب الحدیث والاثیر، مؤسسۃ اسماعیلیان، قم ایران، ج ۱، ص ۴۱۷۔

۲۔ ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان، (ت۔ن) ج ۶، ص ۹۴۔

۳۔ عبدالحق محدث، اشعۃ اللمعات، نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۷۳ء، ج ۳، ص ۳۹۔

۴۔ منذری، الترغیب والترہیب، محشی، مصطفیٰ محمد عمارہ، دارالفکر، بیروت، ۱۳۷۳ھ ج ۲، ص ۵۸۲۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

یعنی احتکار سے مراد یہ ہے کہ اپنے پاس غلے کو روک لینا تاکہ اس کی قیمت میں اضافہ ہو اور لوگوں کو اس سے نفع اٹھانے سے منع کرنا۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری کے نزدیک احتکار کی اصطلاحی تعریف یہ ہے۔

......کوئی شخص ''غلہ'' وغیرہ کو بہت بڑی مقدار میں اس لئے خریدے کہ بازار گراں ہو جائے اور پبلک میں اس چیز کی مانگ کا ''مرکز'' صرف وہی بن جائے اور پبلک اس کے مقررہ نرخ پر مجبور ہو جائے اور وہ من مانی گراں فروشی کرے۔'' (۱)

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں احتکار سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص انسانی ضروریات کی عام اشیاء میں سے کسی چیز کو اس لئے ذخیرہ کرے تاکہ بازار میں اس کی مصنوعی قلت پیدا ہو اور وہ اسے مہنگے داموں فروخت کرے۔

شرائط احتکار:

ائمہ فقہاء کے نزدیک اگرچہ احتکار کی متعدد شرائط ہیں لیکن ان میں اہم اور قابل ذکر چار شرائط ہیں۔

اول: پہلی شرط مال سے متعلق ہے کہ شرع اسلامی میں کس مال کی ذخیرہ اندوزی کو احتکار کہا جائے گا۔

امام اعظم ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے نزدیک احتکار صرف غذائی اشیاء میں ممنوع ہے۔ خواہ وہ انسانی غذاؤں سے متعلق ہوں یا حیوانی غذاؤں سے۔ ہدایہ میں ہے:

یکرہ الاحتکار فی اقوات الادمیین والبہائم...... تخصیص الاحتکار بالاقوات کالحنطۃ والشعیر والتین فی قول ابی حنیفۃ. (۲)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک انسانوں اور حیوانوں کی اشیاء خوردنی مثلاً گندم، جو اور بھوسہ میں احتکار ممنوع ہے۔

۱۔ حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام، طبع چہارم، ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۹۵۱ء، ص ۲۶۲۔

۲۔ برہان الدین مرغینانی، الھدایہ، محمد علی کارخانہ کتب، کراچی، ۱۳۱۱ھ ج ۴، ص ۴۶۸۔

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) اشیاء خوردنی کے علاوہ کائی (ایک قسم کی گھاس)، اون اور زیتون کی ذخیرہ اندوزی کو بھی احتکار میں شمار کرتے ہیں۔ اشفاق الرحمٰن کاندھلوی نے مؤطا کے حاشیہ پر امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے۔

"و کان مالک یمنع من احتکار الکتان، والصوف، والزیت و کل شیء اضر باھل السوق اما انه لیست الفواکھة من الحکرہ." (۱)

امام مالک کائی، اون اور زیتون کے علاوہ ہر اس میں احتکار سے منع کرتے ہیں جس میں احتکار عوام کے لئے مضرت رساں ہوتا البتہ پھلوں میں آپ کے نزدیک احتکار نہیں ہے۔

امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) بھی امام مالک کی طرح احتکار کو اشیاء خوردنی تک محدود نہیں رکھتے بلکہ آپ کے نزدیک ہر اس چیز میں احتکار ہے جس میں ذخیرہ کرنے سے عوام کو اذیت ہو۔

ہدایہ میں ہی آپ کا یہ قول منقول ہے۔

"کل ما اضر بالعامة حبسه فھو احتکار وان کان ذھبا او فضة او ثوباً." (۲)

یعنی جس چیز کا روکنا عوام کیلئے مضر ہو اس میں احتکار ہے اگرچہ سونا ہو یا چاندی ہو یا کپڑا۔

امام محمد (م ۱۸۹ھ) کے نزدیک احتکار کی تعریف یہ ہے۔

الاحتکار بما یتقوت به الناس و البھائم. (۳)

احتکار ہر اس چیز میں ہے جس سے انسان اور حیوان خوراک حاصل کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کے نزدیک بھی احتکار عام ضروریات انسانی کی اشیاء میں ہوتا ہے۔ امام ابو داؤد (م ۲۷۵ھ) کہتے ہیں میں نے امام احمد سے پوچھا۔

"ما الحکرہ قال ما فیه عیش الناس." (۴)

کس چیز میں احتکار ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہر اس چیز میں جو عام ضروریات انسانی سے متعلق ہو۔

۱۔ امام مالک، مؤطا، محشی، اشفاق الرحمٰن کاندھلوی، میر محمد کتب خانہ، کراچی، (ت۔ن)، ص ۵۹۱۔

۲۔ المنذری، مختصر سنن ابی داؤد، ج ۵، ص ۹۱۔

۳۔ شیخ نظام و جماعة، الفتاویٰ الھندیہ، نوران کتب خانہ، پشاور (ت۔ن) ج ۳، ص ۲۱۴۔

۴۔ ابن تیمیہ، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، انصار السنة المحمدیہ، لاہور (ت۔ن) ج ۵، ص ۲۳۵۔

☆ قال الشافعی رحمه الله تعالیٰ : الفقھاء کلھم عیال ابی حنیفه فی الفقه ☆

ابن القیم الجوزیہ (م۷۵۱ھ) نے امام احمد کا ایک یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

"لیس الاحتکار الا فی الطعام خاصة لانه قوت الناس." (۱)

احتکار صرف انسانوں کی اشیاء خوردنی میں ہوتا ہے۔

ان تمام اقوال میں امام ابو یوسف (م۱۸۲ھ) کا قول اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے کیونکہ حرمت احتکار کے شرعی مقاصد اس قول میں پورے ہوتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں حرمت احتکار کے اہم مقاصد یہ ہیں:

۱۔ دولت فرد واحد یا چند مخصوص افراد کے ہاتھوں میں جمع نہ ہو۔

۲۔ اسلامی ریاست کے شہریوں کو بے جا معاشی تکلیف نہ ہو۔

اگر احتکار کو صرف اشیاء خوردنی تک محدود کر دیا جائے تو عصر حاضر میں بہت سی ایسی اشیاء بھی ہیں جن کا تعلق بظاہر خورد و نوش سے نہیں لیکن حیات انسانی کی بنیادی ضروریات میں شامل ہیں مثلاً کھاد، سیمنٹ، پیٹرول وغیرہ ہمارے ہاں سالانہ بجٹ کے موقع پر بالخصوص اشیاء خورد و نوش کے علاوہ ان اشیاء اور ان جیسی دیگر متعدد اشیاء کا ذخیرہ کرلیا جاتا ہے اور بجٹ کے اعلان کے بعد ان ذخیرہ شدہ اشیاء کو مارکیٹ میں لایا جاتا ہے اس طرح اسلامی ریاست کے شہریوں کو غیر خوردنی اشیاء کے احتکار میں بھی اتنی ہی معاشی اذیت پہنچتی ہے جتنی اشیاء خوردنی کے ذخیرہ سے ایذا ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ان اشیاء کے ذخیرہ کرنے سے بھی ذخیرہ اندوز بے شمار دولت کے مالک بن جاتے ہیں اسی لئے امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام اشیاء کی ذخیرہ اندوزی احتکار شرعی ہوگی، جو کسی بھی طرح انسانی زندگی سے متعلق ہوں۔

اسلامی نظریہ احتکار کی روح کی تکمیل تب ہی ممکن ہے جب اس کا دائرہ ان تمام اشیاء پر حاوی ہو جو کسی بھی طرح انسانی ضروریات سے متعلق ہوں۔

دوم: احتکار کے متعلق دوسری شرط فقہاء اسلام نے یہ بیان کی ہے کہ ذخیرہ اندوز کی نیت یہ ہو کہ اس چیز کی مصنوعی قلت پیدا کر کے اس کی قیمت بڑھائی جائے البتہ اگر کسی شخص نے عام حالات میں کسی چیز کو بڑی مقدار میں خریدا تا کہ اُسے نفع کے ساتھ فروخت کرے لیکن اتفاق سے اس شئے کی قیمت قدرتی عوامل سے بڑھ جائے تو بڑھی ہوئی قیمت پر

۱۔ ابن القیم الجوزیہ، تہذیب، بذیل، المنذری، مختصر سنن ابی داؤد، ج ۵، ص ۹۰۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

اس چیز کو فروخت کرنا احتکار شرعی نہیں کہلائے گا۔ البتہ اگر اس مال کی فروخت لوگوں کی ضرورت کے وقت نہ کرے تو احتکار شرعی ہو جائے گا۔(۱)

سوم: احتکار کے متعلق تیسری شرط یہ ہے کہ احتکار تنگی کے زمانے میں ہو یا کسی بھی وقت ہو لیکن اس کی ذخیرہ اندوزی سے بازار متاثر ہوتا ہو اگر ذخیرہ اندوز کے غلہ روکنے سے بازار پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور وہ چیز بازار میں عام مل رہی ہو تو جمہور ائمہ کے نزدیک یہ احتکار بلا کراہت جائز ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک کسی بھی وقت مال کا مطلقاً ذخیرہ کرنا ناجائز ہے۔(۲)

چہارم: احتکار کے متعلق چوتھی شرط یہ ہے کہ احتکار طویل مدت کے لئے ہو۔ طویل اور قلیل مدت کے متعلق ہدایہ میں ہے۔

"الشهر لان دونه قليل عاجل وما فوقه كثيراً اجل." (۳)

فقہاء کے نزدیک ایک ماہ تک مدت قلیل اور ایک ماہ سے زیادہ مدت طویل سمجھی جاتی ہے بعض فقہاء کے نزدیک مدت قلیل میں احتکار نہیں کیونکہ اس میں ضرر نہیں۔(۴) جب کہ طویل مدت میں بالاتفاق احتکار ممنوع ہے۔

آج کے دور میں فقہاء کی قلیل مدت بھی قابل ضرر ہے، راقم الحروف کے خیال میں مدت کے تعین کا انحصار ذخیرہ اندوز کی نیت پر ہے اگر ذخیرہ اندوز حرمت احتکار کے پیش نظر ایک دن بھی احتکار کرے گا تو وہ احتکار کا مرتکب ہو گا۔

علامہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ فقہاء کی قلیل مدت میں احتکار بھی احتکار شرعی کہلاتا ہے۔

واسط شہر میں ایک تاجر رہتا تھا اس نے اپنا گندم سے بھرا ہوا ایک جہاز بصرہ بھیجا۔ اور وہاں اپنے ایجنٹ کو لکھا کہ جس روز یہ جہاز بصرہ پہنچے اسی روز اس کو فروخت کر دو آنے والے دن

۱۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۴، ص ۴۶۹۔

۲۔ احمد یار خاں، مراۃ شرح مشکوٰۃ، نعیمی کتب خانہ، گجرات، (ت۔ن)، ج ۴، ص ۲۸۸۔

۳۔ مرغینانی، ہدایہ، ص ۴، ص ۲۶۹۔ ۴۔ ایضاً۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

کے لئے اسے بچا کر نہ رکھنا اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز وہ جہاز بصرہ پہنچا تو گندم کا بھاؤ گرا ہوا تھا۔ غلہ کے تاجروں نے اس ایجنٹ کو کہا کہ اگر تم ایک ہفتہ انتظار کرو تو کئی گنا زیادہ نفع کماؤ گے۔ چنانچہ ایجنٹ نے ایک ہفتہ اس گندم کو فروخت نہ کیا اور ان ایام میں بھاؤ تیز ہو گیا اور اس نے کئی گناہ زیادہ نفع کمایا۔ جب اس نے اپنے مالک کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا تو اس تاجر نے اس کو لکھا۔

"یا هذا انا کنا قنعنا بربح یسیر مع سلامة دیننا وقد جنیت علینا جنایة فاذا اتاک کتابی هذا فخذ المال و تصدق به علی فقراء البصرة ولیتنی انجو من الاحتکار کفا فالاعلی ولا لی." (۱)

اے فلاں اگر ہمارا دین سلامت رہے تو ہمیں تھوڑا نفع ہی کافی ہے تو نے ہم پر بڑی زیادتی کی ہے، جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے تو سارا مال بصرے کے فقراء میں تقسیم کر دو۔ اس غلہ کی ذخیرہ اندوزی کا جو جرم تم نے کیا ہے اس کے مواخذہ سے ہی اگر بچ جاؤں تو کافی ہے مجھے اس مال کے صدقہ کرنے سے مزید ثواب کی کوئی آرزو نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اسلام میں کسی شخص کے لئے کسی بھی چیز کا اس وقت ذخیرہ کرنا حرام ہے جب کہ عوام الناس کو اس چیز کی ضرورت ہو لیکن وہ شے کو اس لئے فروخت نہ کرے تا کہ اس کی مصنوعی قلت پیدا ہو اور اسے مہنگے داموں فروخت کرے۔

احتکار کے متعلق شرعی احکام

اسلام میں دولت و سرمایہ داری کے متعلق ہر وہ اصول ناقابل تسلیم ہے جس میں کسی نہ کسی طرح احتکار و اکتناز کی کوئی صورت پیدا ہو سکے اور اس سے دولت پھیلنے کی بجائے خاص حلقوں اور مخصوص طبقوں میں محدود ہو جائے اور عام انسانی زندگی متاثر ہو۔ قرآنِ پاک میں احتکار و اکتناز کی حرمت کا ذکر دو طرح سے کیا گیا ہے۔

اول: وہ آیات جن میں احتکار و اکتناز کی حرمت بیان کی گئی ہے۔

۱۔ ابوعبداللہ محمد قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، دار الکتاب العربی للطباعۃ والنشر، قاہرہ، ۱۹۶۷ء، ج ۱۹، ص ۵۶۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

دوم: وہ آیات مطہرہ جن میں انفاق فی سبیل اللہ کے وجوب کا ذکر کیا گیا ہے۔

اگرچہ متعدد قرآنی آیات میں احتکار واکتناز کی حرمت اور وجوب انفاق کا ذکر ہے لیکن ذیل کی آیات اس مضمون کے اعتبار سے قابل توجہ ہیں:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ○ یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ○ (۱)

ترجمہ: اور جو لوگ سونے اور چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔ جس روز کہ اس مال پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا پس خزانہ جمع کرنے کا مزا چکھو۔

۲۔ **ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ○ الذی جمع مالا وعددہ ○ یحسب ان مالہ اخلدہ ○ کلا لینبذن فی الحطمۃ ○ (۲)**

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لئے جو عیب چین اور بدگو ہے جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا ہرگز نہیں۔ وہ جہنم میں پھینکا جائے گا۔

۳۔ **انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم و فی الرقاب والغارمین فی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ ط واللہ علیم حکیمٌ ○ (۳)**

ترجمہ: بے شک صدقات صرف فقیروں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور ان کے لئے جو صدقات کے وصول کرنے پر مامور ہیں اور ان کے لئے جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنی ہے اور ان کے لئے جن کی گردنیں غلامی سے آزاد کرانی ہیں اور قرض داروں کے لئے (جو قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے ہوں) اور اللہ کی راہ میں صرف

۱۔ توبہ: ۳۴، ۳۵۔ ۲۔ الھمزۃ: ۱ تا ۴۔

۳۔ توبہ: ۶۰۔

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

کرنے کے لئے اور مسافروں کے لئے یہ اللہ کی جانب سے فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۴۔ **کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم.** (۱)

ترجمہ: (فقراء، مساکین، قرابت داروں اور یتیموں وغیرہ پر اللہ تعالیٰ نے اس لئے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے) تاکہ مال و دولت صرف دولت مندوں میں ہی محدود ہو کر نہ رہ جائے۔

۵۔ **و اقیموا الصلوٰۃ واتو الزکاۃ** (۲)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

۶۔ **و انفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ.** (۳)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

۷۔ **و اوحینا الیھم فعل الخیرات و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکاۃ ط و کانوا لنا عابدین ہ** (۴)

ترجمہ: اور ہم نے ان (انبیاء کرام) کی جانب وحی کی نیک کاموں کے کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

۸۔ **و انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت.** (۵)

ترجمہ: اور جو ہم نے تم کو رزق دیا اس میں سے اس سے پہلے ہی خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آ جائے۔

ان آیات مقدسہ میں حرمت اکتناز و احتکار، اداءِ زکوٰۃ و صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ ان سب کی روح یہ ہے کہ دولت و ثروت جمع اور ذخیرہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ خرچ کرنے کے لئے ہے اور اس کا مصرف ذاتی و انفرادی تعیش کی بجائے انفرادی و اجتماعی ضروریات کی کفالت ہے۔

قرآنِ پاک میں احتکار کی حرمت کا ذکر بالواسطہ کیا گیا ہے جبکہ احادیث مبارکہ میں

۱۔ حشر: ۷
۲۔ بقرہ: ۴۳۔
۳۔ بقرہ: ۱۹۵۔
۴۔ انبیاء: ۷۳۔
۵۔ منافقون: ۱۰۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً ذخیرہ اندوز کے لئے وعیدوں اور جالبین (احتکار نہ کرنے والے) کے لئے بشارتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

ذخیرہ اندوزوں کے لئے ان احادیث میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ **عن معمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر فھو خاطئؒ (۱)**

ترجمہ: حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا خطاکار ہے۔

۲۔ **عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر یرید ان یتغالی بھا علی المسلمین فھو خاطی وقد بریٔ منه ذمة اللہ. (۲)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمانوں کے لئے قیمتیں بڑھانے کی غرض سے ذخیرہ اندوزی کرے وہ خطاکار ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔

ذخیرہ اندوزی نہ صرف ملکی معیشت کے لئے نامناسب ہے بلکہ معاشرے میں رہنے والے ہر فرد کو مصائب سے دوچار کرنے کا سبب بنتی ہے۔ مسند ابی داؤد الطیالسی کی روایت ہے۔

۳۔ **عن معقل بن یسارؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من دخل فی شیء من اسعار المسلمین لیغلیه علیھم کان حقا علی اللہ تبارک وتعالیٰ ان یقذفه فی معظم النار یوم القیمة. (۳)**

ترجمہ: معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمانوں کے بازار کے نرخ میں اس لئے دخل دے کہ اسے گراں کرے تو اللہ تعالیٰ پر ضروری ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن اسے زبردست آگ میں پھینک دے۔

۱۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، (کتاب البیوع، باب تحریم الاحتکار) مطبع علیمی، دہلی، ۱۳۴۸ھ، ج ۲، ص ۳۱

۲۔ حاکم، مستدرک علی الصحیحین، دارالمعرفۃ، بیروت، (ت۔ن)، ج ۲، ص ۱۲۔

۳۔ ابی داؤد، مسند ابی داؤد الطیالسی، بحوالہ محترم محمد فہیم عثمانی، اسلامی معیشت کے چند نمایاں پہلو، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۷، ص ۸۹۔۹۰۔

۴۔ عن عبدالرحمن بن ابی بکرةؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذخیرہ اندوز فی سوقنا کالملحد فی کتاب اللہ. (۱)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے بازار میں ذخیرہ اندوزی کرنے والا ایسے ہے جیسے اللہ کی کتاب کا منکر۔

۵۔ عن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذخیرہ اندوز ملعون. (۲)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذخیرہ اندوز لعنتی ہے۔

۶۔ عن معاذؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بئس العبد الذخیرہ اندوز ان ارخص اللہ الا سعار حزن و ان اغلاھا فرح. (۳)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ذخیرہ اندوز کتنا برا ہے کہ اللہ تعالیٰ اشیاء میں اگر ارزانی پیدا کرتا ہے تو وہ مغموم ہوتا ہے اور اگر گرانی پیدا کرتا ہے تو مسرور ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ذخیرہ اندوز کو معاشی قاتل قرار دیتے ہوئے انسانی قاتل کے مساوی قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۷۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحشر الحاکرون و قتلة الانفس فی درجة. (۴)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاشی قاتل (ذخیرہ اندوز) اور انسانی قاتل ایک ہی درجہ میں اٹھائے جائیں گے۔

۸۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر طعام اربعین لیلة فقد برئ من اللہ و برئ اللہ منه. (۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱۔ حاکم، مستدرک، ج ۲، ص ۱۲۔ ۲۔ ایضاً۔ ص ۱۱۔

۳۔ منذری، الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۵۸۳۔ ۴۔ ایضاً۔ ۵۸۴۔

۵۔ چالیس دن کا ذکر حد بندی کیلئے نہیں کہ اس سے کم احتکار جائز ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو احتکار کا عادی ہو جائے اس کی یہ سزا ہے چالیس دن کوئی کام کرنے سے اس کام کی عادت پختہ (بقیہ آگے)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

جس نے چالیس (۱) رات تک غلے کی ذخیرہ اندوزی کی وہ اللہ سے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہوگیا۔

۹۔ **عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من احتکر علی المسلمین طعامهم ضربه الله بالجذام والافلاس. (۲)**

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے مسلمانوں کے لئے غلے کا ذخیرہ کیا اللہ تعالیٰ اس پر کوڑھ اور افلاس مسلط کردے۔

۱۰۔ **عن ابی امامة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من احتکر طعاما اربعین یوما ثم تصدق به لم یکن له کفارة. (۳)**

ترجمہ: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے چالیس دن غلے کا ذخیرہ کیا پھر وہ سارا غلہ خیرات بھی کردے تب بھی اس کا کفارہ نہ ہوگا۔

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بعض خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے عہد خلافت میں احتکار کو ممنوع قرار دیا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہ اعلان فرمایا دیا تھا:

لاحکرة فی سوقنا لا یعمد رجال بایدیهم فضول من اذهاب الی رزق من ارزاق الله نزل بساحتنا فیحتکرونه علینا ولن ایما جالب جلب علی عمود

بقیہ: ہو جاتی ہے۔ البتہ بعض فقہاء نے اس حدیث سے مدت احتکار کا تعین کیا ہے (مرغینانی، ہدایہ، ج ۴، ص ۴۶۹)۔

۱۔ منذری: الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۵۸۲۔

۲۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (ابواب التجارت، باب الحکرہ) نور محمد کتب خانہ، کراچی ۱۳۸۱ھ، ص ۱۵۶۔

۳۔ ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، (کتاب البیوع، باب الاحتکار) اصح المطابع، کراچی، ۱۳۶۸ھ، ص ۲۵۱

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

کبدہ فی الشتاء والصیف فذلک ضیف عمر فلیبع کیف شاء اللہ ولیمسک کیف شاء اللہ. (۱)

ترجمہ: ہمارے بازار میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہ کرے جن لوگوں کے پاس ضرورت سے زائد دولت ہے وہ کسی ایک غلہ کو خرید کر ہمارے ملک میں ذخیرہ اندوزی نہ کریں اور جو شخص گرمی یا سردی میں تکلیف اٹھا کر ہمارے ملک میں غلہ لائے وہ عمر کا مہمان ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو منظور ہو۔ بیچے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کو منظور ہو رہنے دے۔

ابن قدامہ المقدسی (م ۶۳۰ھ) نے المغنی میں ایک عبرتناک واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بار بازار نکلے تو آپ نے وہاں بہت سا غلہ دیکھا، آپ نے فرمایا یہ کیسا غلہ ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ہمارے لئے لایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے اور اس کو بھی برکت دے جو یہ غلہ لایا ہے۔ پھر آپ سے کہا گیا یہ غلہ ذخیرہ کیا گیا تھا آپ نے پوچھا کس نے ذخیرہ کیا تھا انہوں نے کہا ایک حضرت عثمانؓ کے غلام نے اور ایک آپ کے غلام نے۔ آپ نے ان دونوں کو بلا کر ذخیرہ کرنے کے متعلق پوچھا تو ان دونوں نے کہا ہم اپنے اموال خریدتے ہیں اور بیچتے ہیں تو آپ نے ان سے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی مسلمانوں کے غلے کو ذخیرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر کوڑھ اور تنگدستی مسلط کر دے گا۔ یہ بات سن کر حضرت عثمانؓ کا غلام غلہ باہر لے آیا، راوی نے کہا حضرت عمرؓ کے غلام نے وہ غلہ فروخت نہ کیا میں نے اسے کوڑھ کی بیماری میں مبتلا دیکھا۔ (۲)

علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ (۳) آپ نے ایک ذخیرہ اندوز کا غلہ (سزا کے طور پر) جلا دیا۔

ان تمام احادیث و آثارِ صحابہؓ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں احتکار کتنا بڑا مذموم فعل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث میں ان لوگوں کی فضیلت بھی بیان فرمائی جو غلے کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتے ان میں سے چند تحریر کی جاتی ہیں۔

۱۔ امام مالک، مؤطا، (کتاب البیوع، باب الحکرۃ والتربص) ص ۵۹۱۔

۲۔ موفق الدین عبداللہ ابن قدامہ، المغنی (باب الاحتکار) مکتبہ المنار، قاہرہ، ۱۳۴۷ھ، ج ۴، ص ۲۸۳۔

۳۔ محمد بن علی الشوکانی، نیل الاوطار، ج ۲، ص ۱۸۱، بحوالہ ڈاکٹر نور محمد غفاری، اسلام کا قانونِ تجارت، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۶۶۔

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

۱۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجالب مرزوق. (۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بازار میں غلہ لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے۔

۲۔ عن عبدالرحمن بن ابی بکرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان الجالب الی سوقنا کالمجاھد فی سبیل اللہ. (۲)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے بازار میں غلہ لانے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

۳۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء. (۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا امانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

ان احادیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو تاجر احتکار کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کا رتبہ کتنا بلند ہے۔

احتکار کے سدباب کے لئے شرعی اقدامات

احتکار کے سدباب کے لئے شریعت اسلامیہ میں چار طرح کے اقدامات کئے گئے ہیں۔

اول: اخلاقی اقدامات۔ دوم: قانونی اقدامات

سوم: تعزیری اقدامات۔ چہارم: قانونی وسائل۔

۱۔ دارمی، سنن الدارمی، (کتاب البیوع، باب فی النھی عن الاحتکار) نشر السنۃ، ملتان (ت۔ن) ج ۲، ص ۱۶۵۔

۲۔ حاکم، مستدرک، ج ۲، ص ۱۲۔

۳۔ ترمذی، جامع الترمذی (ابواب البیوع، باب ما جاء فی التجار) مطبع نول کشور، لکھنؤ (ت۔ن)، ج ۱، ص ۳۷۶

اول: اخلاقی اقدامات کا ذکر قرآن وحدیث میں ذخیرہ اندوزین کے لئے وعیدوں اور جالبین کے لئے وعدوں کی صورت میں کیا گیا ہے۔ جن کا تفصیلی ذکر کیا جا چکا ہے۔

دوم: قانونی اقدامات سے مراد یہ ہے کہ اسلام نے ذخیرہ اندوزی کی تمام ممکنہ صورتوں کو قانوناً ناجائز قرار دے دیا ہے۔

عہد رسالت میں احتکار کی دو مروجہ صورتیں تھیں۔

(الف)۔ بیع تلقی الرکبان (ب)۔ بیع حاضر للباد.

تلقی الرکبان کے متعلق بخاری کی روایت ہے۔

عن عبداللہ قال کنا نتلقی الرکبان فنشتری منھم الطعام فنھانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نبیعہ حتی نبلغ بہ سوق الطعام. (۱)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے غلہ لانے والے قافلوں کے پاس (شہر آنے سے پہلے) پہنچ جاتے تھے اور ان سے غلہ خرید لیا کرتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس فعل سے منع فرما دیا کہ ہم اس غلے کو بازار میں پہنچنے سے پہلے خریدیں۔

فقہاء اسلام نے ''تلقی الرکبان کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ جب کبھی شہر میں غلہ یا دیگر اشیاء خوردنی کی قلت ہو اور قحط کے آثار نمایاں ہوں اور شہر کے بڑے بڑے تاجر شہر سے نکل کر شہر کی طرف آنے والے تجارتی قافلوں کو راستے میں ہی روک کر ان کا تجارتی سامان خصوصاً اشیاء خوردنی خرید کر چور بازاری سے اپنی شرائط کے مطابق فروخت کریں اور من مانی قیمت وصول کریں تو یہ تلقی الرکبان کہلاتا۔ (۲)

"تلقی الرکبان" کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شہر کے تاجر باہر سے آنے والے کسانوں اور عام دیہاتیوں کو شہر کے اصل بھاؤ سے بے خبر رکھ کر ان کی اشیاء سستے داموں خرید لیں اور شہر میں لا کر مہنگے داموں فروخت کریں۔

۱۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب البیوع، باب منتہی التلقی) نور محمد کتب خانہ دہلی، ۱۳۵۷ھ، ج ۱، ص ۲۸۹

۲۔ مرغینانی، الہدایہ، (کتاب البیوع، باب فیما یکرہ) ج ۳، ص ۶۹۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں : فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

لیکن یہ صورت نہی تب آئے گی جب شہر میں اس مال کی قلت ہو اگر شہر میں اس مال کی نہ قلت ہو اور نہ ہی گرانی ہو تو ان اشیاء کا شہر کے باہر خرید لینا۔ "تلقی الرکبان" میں نہیں آئے گا۔(۱)

عہد رسالت میں احتکار کی دوسری مروجہ صورت "بیع حاضر للباد" تھی اس بیع کے متعلق بھی الصحیح بخاری میں روایت ہے۔

عن عبداللہ بن عمر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیع حاضر لباد. (۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ شہر والا دیہات والوں کے لئے بیچنے کا کام دے۔

فقہاءِ اسلام نے "بیع حاضر لباد" کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک تاجر کا سامان تجارت شہر میں موجود ہے۔ مگر وہ اپنی نفع اندوزی اور زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی خواہش کی تکمیل کے لئے شہریوں کی ضروریات جاننے کے باوجود اپنا سامان ان کے ہاتھوں فروخت نہ کرے بلکہ دیہات میں جا کر سادہ لوح دیہاتیوں کو مہنگے داموں فروخت کرے۔(۳)

اس بیع کی ایک اور شکل یہ بھی ہے کہ شہری دیہاتیوں کے درمیان مانع بن کر خود دیہاتیوں کی جانب سے ذمہ دار بن کر گراں قیمت پر اشیاء خرید کراتا ہے اگر شہری کا یہ عمل فریقین میں سے کسی کے لئے بھی نقصان کا باعث بنے تو یہ کاروبار ممنوع ہے لیکن اگر وہ صرف دلال کا کام کرے اور اس کی نیت اور عمل دونوں سے کسی فریق (دیہاتی یا شہری) کو نقصان نہ پہنچے تو یہ عمل (دلالی) درست ہے۔(۴)

بیع کی ان صورتوں کے علاوہ شریعت اسلامیہ میں ہر وہ بیع ناجائز ہے جس سے کسی طرح بھی احتکار ممکن ہو جیسے موجودہ دور میں احتکار کی مندرجہ ذیل شکلیں رائج ہیں۔

(الف)۔شرکت قابضہ :ایسی شرکت جس میں پیداواری کاروبار کے اکثر حصص حصہ دار ہی خرید لیتے ہیں لہٰذا وہ کسی شے یا خدمت کی پیداوار کی حد اور اس کی قیمت کا تعین اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور

۱۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، ج۱، ص ۲۸۹۔

۲۔ مرغینانی، ہدایہ، (کتاب البیوع، باب فیما یکرہ) ج ۳، ص ۶۹۔

۳۔ ایضاً۔

فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب (سنن ابوداود وترمذی)

یوں خریداروں کا استحصال کرتے ہیں۔

(ب)۔ ادماج: ادماج کا مطلب یہ ہے کہ چند کمپنیاں مل کر ایک وحدت قائم کر لیتی ہیں اور یوں کسی شئے کی پیداوار اور اس کی قیمت پر اجارہ داری قائم کر لیتی ہیں۔

(ج)۔ وحدت قیمت: چند مل مالکان یا کارخانہ داران مل کر بازار میں ایک قیمت طے کر لیتے ہیں اور اس قیمت کے ذریعے گاہکوں کا استحصال کرتے ہیں اور اپنے نفع کا زیادہ سے زیادہ حصول ممکن بنا لیتے ہیں۔(۱)

تعزیری اقدامات

احتکار کے سدباب کے لئے اسلام نے جہاں اخلاقی اور قانونی اقدامات کئے ہیں وہاں قاضی کو تعزیری اقدامات کرنے کا اختیار بھی دیا ہے تعزیری اقدامات کی بنیاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ مسند احمد میں ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاضرر ولا ضرار. (۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ نقصان برداشت کرو اور نہ نقصان کا موجب بنو۔

فقہاءِ اسلام نے اسی حدیث کو فقہ کے قواعد میں شمار کیا ہے۔(۳) اسی قانونی کلیہ کے تحت فقہاء اسلام کی ایک جماعت نے ذخیرہ اندوز کے لئے درج ذیل دو تعزیری اقدامات کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۱) ذخیرہ اندوز کو قید کی سزا کے علاوہ مالی سزا بھی دے سکتا ہے۔

(۲) قاضی ذخیرہ اندوز کا مال اس کی رضا مندی کے بغیر بازار کے نرخوں میں فروخت کرنے کا مجاز ہے۔ اس بناء پر ہدایہ میں ہے۔

۱۔ نور محمد غفاری، اسلام کا قانونِ تجارت، ص ۶۹۔

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، دار صادر، بیروت، (ت۔ن) ج ۱، ص ۳۱۳۔

۳۔ السید محمد عمیم الاحسان، قواعد الفقہ (الرسالۃ الثالثۃ) قاعدہ نمبر ۲۵۲، الصدق پبلشرز کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۱۰۶۔

اذا رفع الی القاضی ھذا الامر (الاحتکار) یامر الذخیرہ اندوز یبیع ما فضل عن قوتہ و قوت اھلہ علی اعتبار السعۃ فی ذلک وینھاہ عن الاحتکار فان رفع الیہ مرۃ اخری حبسہ و عذرہ علی ما یری زجرًا لہ دفعا للضرر عن الناس. (۱)

ترجمہ: جب ذخیرہ اندوز کا یہ مسئلہ قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ ذخیرہ اندوز کو حکم دے گا کہ وہ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی غذائی ضروریات (جن کا اندازہ فراخی سے کیا جائے) سے جو کچھ فاضل بچے اس کو فروخت کر دے اور قاضی اس کو احتکار کرنے سے منع کر دے گا اگر اسی تاجر کو دوبارہ اسی جرم میں قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو اسے قید کر کے مناسب مالی سزا دے تا کہ عوام کی ضرر رسانی ختم ہو۔

ان اقدامات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے معاشی نظام میں کسی صورت میں احتکار جائز نہیں بلکہ اسلام ذخیرہ اندوز کے خلاف ہر طرح کے اقدامات کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

ذخیرہ اندوزی روکنے کیلئے قانونی وسائل

احتکار کے سدباب کے لئے اسلام صرف اخلاقی، قانونی اور تعزیری اقدامات پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ قانونی وسائل کو بھی پوری طرح استعمال میں لاتا ہے تاکہ اسلامی معاشرے سے اس برائی کا مکمل خاتمہ ہو اور اسلامی ریاست کے شہری امن وسکون کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرسکیں۔ احتکار کے خاتمے کے لئے اسلام جس قانونی وسیلے کو استعمال کرتا ہے اسے فقہی اصطلاح میں ''تسعیر'' کہا جاتا ہے۔

عربی لغت اور فقہ اسلامی میں تسعیر کا معنی بھاؤ مقرر کرنا ہے۔(۲) اسلام نے حکومت یا کسی بیرونی طاقت کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ کسی چیز کی قیمت مقرر کرے کیونکہ اسلام کے عادلانہ قانون تجارت نے قیمتوں کے نظام کو اختیاری تصرفات سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ گرانی کا سبب اگر قدرتی عوامل ہوں تو اس صورت میں قانونی وسائل کے ذریعے اشیاء کی قیمتوں کو نیچے لانا اور تاجروں کو سستے داموں مال فروخت کرنے پر مجبور کرنا ظلم ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ منورہ

۱۔ مرغینانی، الہدایہ، (کتاب الکراہیۃ)، ج ۴، ص ۴۶۹۔۴۷۰۔

۲۔ ابن منظور، لسان العرب، مذیل مادہ ''سعر'' ج ۴، ص ۳۶۵۔

سید محمد عمیم الاحسان، قواعد الفقہ (الرسالۃ الرابعہ) التعریفات الفقہیۃ) ص ۳۲۱۔

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

میں جب قحط پڑا تو صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارزاں نرخ مقرر کرنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرماتے ہوئے اسے ظلم سے تعبیر کیا۔

کنز العمال میں طبرانی کبیر کی روایت ہے:

اصاب الناس سنة فقالوا یارسول الله سعرلنا قال لا یسئلنی الله عن سنة احدثتها علیکم لم یامرنی بها ولکن سلوا الله من فضله. (۱)

ترجمہ: لوگ قحط کا شکار ہوئے تو انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے نرخ مقرر کر دیجئے آپ نے فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے ایسا کرنے میں جواب طلب کرے گا جس کا اس نے مجھے حکم نہیں دیا ہو اور میں اسے اپنی طرح سے اختراع کرلوں بلکہ تم اللہ سے اس کے فضل کے لئے دعا کرو۔

اس طرح سنن ابی داؤد میں ایک ہے۔

عن انس قال قال الناس یارسول الله غلا السعر فسعرنا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم هو المسعر القابض الباسط الرزاق و انی لارجو ان القی الله ولیس احد منکم یطالبنی بمظلمة فی دم ولا مال. (۲)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نرخ گراں ہو گئے آپ ہمارے لئے نرخ مقرر کر دیجئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے۔ (اشیاء کی پیداوار میں) تنگی پیدا کرنے والا فراخی پیدا کرنے والا اور رزق عطا کرنے والا اور میں چاہتا ہوں کہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوں کہ تم میں سے کوئی مجھ سے کسی ظلم کا بدلہ طلب کرنے والا نہ ہو جو جان یا مال کے سلسلہ میں کیا گیا ہو۔''

یہ روایات صرف یہ بتاتی ہیں کہ نرخ گراں ہو گئے تھے اس گرانی کا سبب نہیں بتاتیں۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ گرانی کی وجہ یہ تھی کہ غلہ باہر سے ہی گراں نرخ پر آیا تھا اور مدینہ منورہ میں غذائی اجناس زیادہ تر باہر ہی سے درآمد کی جاتی تھیں اس لئے جب باہر ہی سے مہنگا آ رہا

۱۔ علی متقی حسام الدین، کنز العمال، (حدیث نمبر ۹۷۴۸) لوسسة الرسالة، بیروت، ۱۹۷۹ء ج ۴، ص ۱۰۳۔

۲۔ ابی داؤد، سنن ابی داؤد، (کتاب البیوع، باب فی التسعیر)، ج ۲، ص ۴۸۹۔

ہوتو مقامی تاجروں کو کمتر نرخ کا پابند بنانا صریحاً ظلم تھا اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ ایسی صورت میں تسعیر کی بجائے اشیاء کی رسد کو درست کرنے کی کوشش زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ یہی وجہ کہ ۱۸ھ میں حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب قحط کے آثار نمایاں ہوئے اور قیمتیں چڑھنے لگیں تو آپ نے غذائی اشیاء کی رسد بحال کرنے کے لئے مصر اور شام سے غلہ، آٹا اور تیل وغیرہ اونٹوں پر منگوائے اس طرح قیمتیں اپنی اصلی سطح پر آ گئیں۔ (۱)

بہرحال اگر گرانی قدرتی عوامل کے تحت ہو رہی ہو تو اس میں اسلام نے تسعیر (تعیین نرخ) کو نہ صرف ناجائز بلکہ ظلم کے مترادف قرار دیا ہے۔ لیکن گرانی کی وجہ اگر احتکار ہو تو اس صورت میں اسلامی ریاست کو پورا اختیار ہے کہ وہ اشیاء کے نرخ متعین کر دے اور تاجروں کو مقررہ قیمت پر اپنے مال فروخت کرنے پر مجبور کرے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو مناسب سزا دے۔ چنانچہ اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مرغینانی (م ۵۹۳ھ) نے لکھا ہے۔

لا ینبغی للسلطان ان یسعر علی الناس لقوله علیه السلام لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق ولان الثمن حق العاقد فالیه تقدیره فلا ینبغی للامام ان یتعرض لحقه الا اذا تعلق به دفع ضرر العامة...... فان کان ارباب الطعام یتحکمون و یتعدون عن القیمة تعدیا فاحشا و عجز القاضی عن صیانة حقوق المسلمین الا بالتسعیر فحینئذ لا باس به بمشورة من اهل الرای والبصیرة. (۲)

ترجمہ: سلطان کیلئے یہ مناسب نہیں کہ لوگوں کو متعین قیمتوں کا پابند بنائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیمت مقرر نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی قیمت مقرر کرنے والا، تنگی پیدا کرنے والا فراخی پیدا کرنے والا، رزق عطا کرنے والا ہے۔ اور اس لئے کہ قیمت بتانا عقد، بیع کرنیوالے کا حق ہے لہٰذا اسکی تعیین وہی کر سکتا ہے۔ پس امام کو اس کے حق میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ بجز اس صورت حال کے جب ضرر عامہ کا دفعیہ اس کا متقاضی ہو۔ اگر غلہ کے تاجر من مانی قیمتیں وصول کرتے ہوں اور معقول قیمتوں سے زائد دام وصول کرتے ہوں اور قاضی نرخ مقرر کرنے کے علاوہ کسی دوسرے طریقے سے مسلمانوں کے حقوق کا

۱۔ ابن جوزی، سیرۃ عمر بن خطاب، مطبع السعادت، قاہرہ ۱۳۴۲ھ، ص ۱۵۴۔

۲۔ مرغینانی، ہدایہ (کتاب الکراہیۃ) ج ۴، ص ۴۶۹۔۴۷۰۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

تحفظ نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں اہل الرائے اور صاحب بصیرت افراد کے مشورہ سے قیمتیں مقرر کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اس مسئلہ کو امام ابن تیمیہ (م ۸۲۸ھ) نے بھی اس طرح بیان کیا ہے۔

کہ جب لوگ معروف طریقہ کے مطابق اپنی تجارتی اشیاء فروخت کر رہے ہوں اتفاقاً کسی شئے کی قلت یا آدمیوں کی کثرت کی بنا پر اس چیز کا نرخ بڑھ جائے تو تاجروں کو اس بات کا پابند بنانا کہ وہ اس شئے کو مقررہ قیمتوں پر فروخت کریں ظلم ہوگا۔

البتہ ذخیرہ اندوز جب احتکار کے ذریعہ عوام پر ظلم کر رہا ہو تو اس وقت صاحب امر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب عوام کو ان اشیاء کی ضرورت ہو تو تاجروں کو اپنا مال قیمت مثل پر فروخت کرنے پر مجبور کرے۔(۱)

کیونکہ اس قانونی وسیلے کا استعمال احتکار کے سدباب کے لئے بہت حد تک معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں کسی چیز کی قیمت بڑھانے کی غرض سے اس شئے کی مصنوعی قلت پیدا کرنا احتکار کہلاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں احتکار کی نہ صرف صراحتاً حرمت بیان کی گئی بلکہ ذخیرہ اندوزین کیلئے بہت سی وعیدوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ احتکار کے سدباب کیلئے قرآن و حدیث میں حرمت کے بین کے علاوہ اسی بیع کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، جس سے احتکار کا اندیشہ بھی ہو۔ اس ضمن میں اسلام قاضی کو یہ اختیار بھی دیتا ہے کہ جو شخص اس فعل شنیع کا مرتکب ہو اسکو جسمانی و مالی سزا دینے کے علاوہ اس کا مال اسکی رضامندی کے بغیر عام نرخوں پر فروخت کرنیکا حکم دے۔

اسلام احتکار کے اسلامی معاشرے سے جڑ سے اکھاڑنے کے لئے ایک قانونی وسیلے کو استعمال میں لانے کی بھی اجازت دیتا ہے جسے فقہی اصطلاح میں ''تسعیر'' کہا جاتا ہے اگرچہ قحط کے دنوں میں جبکہ قحط قدرتی عوامل کی بناء پر ہو تسعیر کی اجازت نہیں دیتا لیکن اگر تاجروں کی مصنوعی قلت خود پیدا کردہ ہو تو حاکم وقت تسعیر کا اختیار رکھتا ہے۔

ان تمام اقدامات کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کا شہری پرامن معاشی زندگی بسر کر سکے۔

۱۔ ابن تیمیہ، الحسبۃ فی الاسلام اور وظیفۃ الحکومۃ الاسلامیہ، دار الکاتب العربی، ص ۱۶۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

قال اللہ تعالی

اخلاص کی بات

لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا
وَلَا دِمَاؤُهَا
وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

﴿الحج : ٣٧﴾

اللہ رب العزت نے فرمایا

☆☆

نہیں پہنچتے اللہ کو ان (قربانیوں) کے گوشت اور نہ خون
البتہ پہنچتا ہے اس کی بارگاہ میں
تمہارا اخلاص۔

(القرآن: سورۃ الحج: آیت ۳۷)

منجانب: ملک برادرز - چکوال